سالانہ قیمت [illegible]

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

پروفیسر محمد اسماعیل ایم۔اے ایڈیٹر
(مینو منزل۔ وارث روڈ) لاہور
پادری غلام مسیح صاحب اسسٹنٹ ایڈیٹر
پادری ڈبلیو جے کلارک صاحب
ایم۔اے نکلسن روڈ لاہور مینیجر

جملہ خطوط و کتابت اور ترسیل زر بنام مینیجر صاحب ہونا چاہیے اور تمام مضامین و اشتہارات وغیرہ برائے اندراج بنام ایڈیٹر ارسال فرما کر ممنون فرمائیں +

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے +

جلد ۵۰ ۔ ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۲۰۔ جنوری ۱۹۲۲ء ۔ نمبر ۳

مخزن مسیحی

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی اور پندرھویں تاریخ کو زبان انگریزی اور رومن اُردو الہ آباد سے شائع ہوتا ہے۔ اس میں کلیسیائی خبریں اور کرسچن ایڈیٹور کے مضامین اور سنڈے سکولوں کے سبق شائع ہوتے ہیں۔ سالانہ چندہ حسب تنخواہ خریداران ایک روپیہ سے تین روپیہ تک ہے نمونے کا پرچہ سی۔ ایچ۔ بینڈی بی ایس سی ایڈیٹر و مینیجر مخزن مسیحی فتح گڑھ یو۔پی سے طلب کر سکتے ہیں

کرسچن بک سٹور لودھیانہ

اُردو کی پہلی کتاب	۲ر	رومن پنجابی پرائمر	۱ر
" دوسری "	۳ر	تیوہار در اسلام میں مسیح	۱ر
صحت جسمی بہ تیر بتھ	ر	ینابیع الاسلام	۳ر
مسئلہ التخلیق	۲ر	ویدوں کی اصل	۳ر
صراط المستقیم	۸ر	دو سال	۲ر

المشتہر مینیجر کرسچن بک سٹور لودھیانہ

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیاوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پُرفضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے۔ اس کے متعلق ہوادار بورڈنگ ہاؤس۔ خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان۔ لڑکوں کے غسل کے لئے خوش وضع حوض اور عبادت کے لئے گرجا گھر جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے۔ لہٰذا اطلاع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا ذیل کے پتہ پر درخواستیں بھیجیں۔

المشتہر

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ
ضلع گورداسپور

دستور العمل نور افشاں

سالانہ قیمت۔ ہندوستان کے حدود کے اندر [illegible]
" غیر ممالک سے [illegible]
قیمت ہر صورت میں پیشگی لی جاتی ہے

شرح اُجرت اشتہار

سالانہ	ششماہی	سہ ماہی	مقدار اشتہار
[illegible]	[illegible]	[illegible]	کالم کا ۱/۸ حصہ
[illegible]	[illegible]	[illegible]	چوتھائی کالم
[illegible]	[illegible]	[illegible]	نصف کالم
۱	[illegible]	[illegible]	پورا کالم
سا	[illegible]	ما	پورا صفحہ

سہ ماہ سے کم عرصے کے لئے ہر ایک اندراج فی سطر [illegible] لیکن کسی اشتہار کے لئے [illegible] روپیہ سے کم نہ لیا جائیگا

کرسچن بوائز بورڈنگ سکول لودھیانہ

۱۹۰۳ء سے قائم ہوا ہے

یہ بورڈنگ سکول مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے۔

مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے پہلی اپریل سنہ ۱۹۱۷ء سے اپر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔

مصائی کے طالب علم برای حصول تعلیم مشن ہائی سکول میں داخل ہوتے ہیں۔

نرخ خرچ خوراک لوئر پرائمری فی طالب علم پانچ روپیہ اور اپر پرائمری سے ہائی تک چھ روپیہ ماہوار ہے۔

کلاس فیس سرکاری شرح ہے۔ متفرق اخراجات کے لئے ڈیڑھ روپیہ ماہوار فی طالب علم اور کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز، کرسی، الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جز کشا ۸ سے ۱۰ تک کروکول ۱۰ سے ۱۴ تک مزید حالات پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

مژدہ

مینجر نور افشاں کی طرف سے مشتہر کیا جاتا ہے کہ جو خریدار ایک نیا خریدار نور افشاں بنا کر اس کا پتہ مینجر کے دفتر میں بھیج دیوے اور ان کے نام پر نور افشان کم از کم ایک سال کے لئے جاری کرا دیوے تو ایسے خریدار کو ایک ماہ مفت نور افشاں دیا جائیگا۔

مینجر نور افشان

انجمن اساتذہ چرچ مشن سوسائٹی

مندرجہ ذیل چند سطور بغرض تجاویز اصلاح و تنقید لکھی جاتی ہیں تاکہ پنجاب چرچ مشن سوسائٹی کے مختلف مدارس کے اساتذہ کو باہمی تبادلہ خیالات اور ہمدردی ظاہر کرنے کا موقعہ دینے کے لئے ذرائع سوچے جائیں کہ کیونکر وہ بہترین طریقہ سے عملی طور پر ایک دوسرے سے ملکر کام کر سکتے ہیں۔

یہ ایک امر مسلمہ ہے کہ تمام دوسری مشنوں مثلاً یو۔ پی اور اے۔ پی کے مدارس کے استادوں کی ایسی انجمن ہے جس میں وہ کم از کم سال میں ایک دفعہ ضرور اکٹھے ہوتے ہیں۔ جہاں ایک استاد کی زندگی کے تمام پہلوؤں پر گفتگو ہوتی ہے۔ ایسی انجمنیں علاوہ استاد کی بدمزہ یکساں حالت کو تبدیل کرنے کے بہت سے تعلیمی فوائد مہیا کر سکتی ہیں۔ اور تنہائی کی زندگی کی عزلت نشینی و شکستہ دلی دور کرتی ہیں۔

اب وقت آگیا ہے کہ ہم جنہوں نے بالارادہ یا بغیر ارادہ اب تک اس قسم کی جماعت کی ضرورت کو محسوس نہیں کیا پرانی علیحدگی کی روش کو چھوڑ دیں اور ہمارے دیگر برادران نے جو راستہ تراشا ہے اس پر چڑھ کر ان کی رہبری سے فائدہ اٹھائیں۔ اس قسم کی ایک اعلیٰ درجہ کی جماعت نہ صرف ہم کو ایک لڑی میں منسلک کر دیگی بلکہ موجودہ زمانہ کی نہایت تیز رفتار ترقی و تبدیلی میں بسا کار آمد ثابت ہوگی۔

یہ سطور محض بغرض اطلاع لکھی گئی ہیں۔ اس واسطے چنداں ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ ایسی جماعت کے مقاصد کی باریکیاں بتائی جائیں۔ اگر کسی ہم پیشہ بھائی کو اس کی اہمیت کی طرف توجہ ہو تو وہ مہربانی کر کے اپنے خیالات سے مطلع فرمائیں۔

این۔ کے۔ سرکار انارکلی (؟) ۔

غزل

مے رود پا بہ سر خار مغیلاں زدہ
عاشق دل شدہ سر بہ بیابان زدہ

در تگ و پوی تو خوش میرود از شوق وصال
گام در راہ خیال تو بہ مژگان زدہ

بحر غم موج فزا گشت کجائی اے عشق
ناخدا شور پی کشتی طوفان زدہ۔

مرحبا شوق شہادت کہ شود قربانت
گردن خود بہ دم خنجر براں زدہ۔

بر چراغ رخ زیبای تو سوزد ہر کس۔
مثل پروانہ تن خود بچراغان زدہ

وای بر قسمت انسان کہ مقصود نیافت
بطلبگاری او غوطہ بعماں زدہ

پرتو حسن بہ بیں جلوہ نمود است چو مہر
خاک بر حسن و جمال مہ تابان زدہ

در صف تار عیاں کرد تماشای نہار
بر رخ اقدس خود زلف پریشاں زدہ

کیست آوارہ غربت نزالم ہیچ نصیر
طعنہ ہا بر ستم گردش دوراں زدہ

نصیر از کرنال

اشتہار

آئی بی آر۔ اے کی کتابیں بابت سال رواں چھپکر تیار ہو چکی ہیں قیمت معمول طور پر ۱۰ فی کتاب ہے اس کے لئے ممبران کی ضرورت ہے ہر ایک کو اس انجمن کا ممبر بننا چاہیے کتابیں ذیل کے پتے سے فوراً طلب کیجئے۔ خواہ قیمت ادا کرنے کی طاقت نہ بھی ہو۔ تمام سنڈے سکولوں کے طلبا اور دیگر مسیحیوں کو اس کتاب کی اور ممبروں کی ضرورت ہے۔

ایم۔ این۔ بوز سکرٹری آئی۔ بی۔ آر۔ اے کپور تھلہ

نورافشان

مطبوعہ۔ ۲۰۔ جنوری سنہ ۱۹۲۲ء

انسان کامل کا بچپن

اور وہ لڑکا بڑھتا اور قوت پاتا گیا اور حکمت سے معمور ہوتا گیا اور خدا کا فضل اُس پر تھا۔ لوقا ۲: ۴۰

خداوند یسوع مسیح کے والدین خدا پرست قوم کی اولاد تھے۔ اس قوم اور اس کے خاندانوں میں الٰہی مذہب و الٰہی عبادت مروج تھی۔ اُس میں کلام الٰہی پایا جاتا تھا۔ جو اُس قوم اور اُس کے خاندانوں کے دین و ایمان و عمل کا قانون تھا۔ یسوع مسیح کے والدین گو غریب تھے مگر قوم میں ایسے خاندان کی نسل تھے جو تمام قوم میں عزت کے ساتھ یاد کیا جاتا تھا وہ حضرت داؤد کا خاندان تھا۔

غریب ہونے کی حالت نے یسوع مسیح کے والدین میں مذہبی زندگی کی دولت کو زیادہ بڑھا دیا تھا وہ یہواہ پر زیادہ بھروسہ رکھتے تھے۔ وہ اُس کی زیادہ عزت و عبادت کرتے تھے۔ وہ زیادہ آبائی مذہب کے پابند تھے

اگرچہ یہ مذہبی سرگرمی کوئی اُنہیں کا حصہ یا معجزہ نہ تھی۔ تمام قوم میں اس وقت ہزارہا غریب والدین تھے جو اپنے مذہب کو نہایت سرگرمی سے مانتے تھے۔ عام طور پر غربت کو ہر زمانہ میں یہ شرف حاصل رہا ہے کہ غریب لوگ خوشحال لوگوں کی نسبت زیادہ مذہب کے پابند چلے آئے ہیں۔ یسوع مسیح کے والدین غریب ہو کر مذہب کے سخت پابند تھے۔

جب وہ بیت اللحم میں اپنے انوکھے بچے کے والدین بنے تو اُس کا آٹھویں دن ختنہ کرایا گیا جب یہ بچہ سوا مہینہ کا ہو گیا تو حکم الٰہی کے موافق وہ ہیکل میں لایا گیا۔ اسے اسرائیل کے خدا کی نذر و نیاز کیا گیا۔ وہ پلوٹھا ہونے کے اعتبار سے تمام اسرائیلی پلوٹھوں کی طرح یہواہ الوہیم کے سپرد کیا گیا کہ قوم کا امام اس کا نام اسرائیل کے پہلوٹھوں میں لکھے۔ یسوع مسیح کے والدین نے یہ کام دل کی خوشی کے ساتھ کیا۔

اس کے بعد آیا ہے کہ "اور وہ لڑکا بڑھتا اور قوت پاتا گیا اور حکمت سے معمور ہوتا گیا اور خدا کا فضل اس پر تھا"۔ ان الفاظ میں یسوع مسیح کی زندگی کا وہ عرصہ محدود ہے جو چالیس دن کی عمر سے بارہ سالہ عمر تک پہنچنے کا ہے یا یسوع مسیح کے پہلی دفعہ ہیکل میں پیش ہونے کے دن سے دوسری دفعہ خود ہیکل میں حاضر ہونے کے دن پر ختم ہوتا ہے۔ اُس کی زندگی کا یہ تمام زمانہ بچپن کا زمانہ ہے۔ وہ اپنے بچپن کیساتھ دنیا میں عجیب و غریب سند لایا ہے۔ اُس کا سوانح نگار لکھتا ہے کہ یسوع مسیح بڑھتا گیا یسوع مسیح قوت پاتا گیا۔ یسوع مسیح حکمت سے معمور ہوتا گیا۔ یسوع مسیح پر خدا کا فضل تھا

مگر انہیں ایام میں یہودی قوم میں ایک اور والدہ ماجدہ اپنی گود میں ایک بچہ کو پال رہی تھی جو قریباً انہیں اوصاف کا بچہ تھا جو ابن داؤد کے اوصاف بیان ہوئے ہیں وہ بچہ ہارونی خاندان کے کاہنی سلسلہ سے تھا۔ اُس کا نام یوحنا بن زکریا تھا۔ یہ داؤد کے خاندان یعنے شاہی خاندان سے تھا وہ کاہنی خاندان سے تھا۔ دونوں خاندان کے بچوں میں صرف ۶ ماہ تقدم و تاخر کا فرق تھا۔ دونوں کے بچپن پر قریباً یکساں الفاظ آئے ہیں۔ حضرت یوحنا مقدم تھا حضرت ابن داؤد موخر تھا۔ ایک اسرائیل کے کاہنی منصب کا تھا دوسرا شاہی منصب کا تھا۔ دونوں غریب والدین کے بچے تھے۔ تو بھی اسرائیل کے خدا نے انہیں دو بچوں کے وسیلے دنیا میں وہ کام کرنا تھا جو قوم اسرائیل کے شایان شان تھا جو اس سے آجتک نہ ہو سکا تھا۔ ہم اس وقت ابن داؤد کی بابت کچھ عرض کرتے ہیں۔ کیونکہ ہماری سندی آیت کے الفاظ کا علاقہ اسی کے بچپن سے ہے۔

جب کوئی قوم خارجی دباؤ کی قوت دافعہ کے زور سے اپنی قوت اتصال کا مرکز ضائع کرنے پر پہنچتی آئی ہے تو اس قوم کی قوت اتصال نے ایسے ہی شخص کو مرکز بنایا ہے جو اس مغلوب قوم کی حیات و بقا کا وسیلہ ہو سکے۔ یہ کوئی معجزہ نہیں ہے۔ بلکہ انسانی اقوام کی ترقی و تنزل میں ایک پوشیدہ اصول ہے یہودی قوم خارجی دباؤ سے اپنی قوت اتصال کا نہ صرف مرکز ہی ضائع کر چکی تھی بلکہ اُس کی قوت اتصال مٹنے پر آگئی تھی۔ قوت خارجی یا قوت دافعہ نے قوم کا شیرازہ بکھیر دیا تھا۔ قدرتاً اس قوم کی قوت اتصال نے اپنا مرکز یہودی قوم کے کسی فرزند ارجمند میں قائم کرنا تھا۔ یہ یہودی قوم کی خوش نصیبی تھی کہ اُس میں ایک کی جگہ دو مرکزی شخصیتیں پیدا ہو گئیں جو ایک ہی نصب العین کی تھیں اور قریباً ایک ہی خصلت و سیرت کی تھیں۔ لیکن مقدم موخر کی پیشرو تھی۔ یسوع مسیح ان میں سے دوسری یا آخری شخصیت تھا۔

جب ہم اس حقیقت کو روبرو رکھ کر یسوع مسیح کے بچپن کے متعلق کچھ پڑھتے ہیں تو ہم کو تعجب ہونا ضروری نہیں۔ خدا کی مظلوم و برگزیدہ قوم کی تباہ شدہ قوت اتصال کا تقاضا ہی ایسا مرکز قائم کرنے کا تھا جو قوت دافعہ کی تمام تاثیر کو مٹانے اور ضائع کرنے کے قابل ہو۔ اس قوت اتصال نے یسوع مسیح کی شخصیت میں مرکز قائم کیا۔ نہایت غریب حالت میں قائم کیا۔ اس کے بچپن پر ہماری سندی آیت کے الفاظ بغیر کسی طرح کے مبالغہ کے صادق آتے ہیں۔

ان الفاظ میں یسوع مسیح کا بڑھنا قوت پر منحصر کیا گیا ہے۔ جس کا مطلب صرف اُس کی بچپن کی قوت ہی نہیں۔ بلکہ قوم یہود کی قوت اتصال میں بڑھنا بھی مراد ہے۔ وہ ہر ایک یہودی قوم کی قوت اتصال

کا مرکز تھا جو قوت قوم ضائع کر چکی تھی وہ اس کے بچپن میں اور اُس کی شخصیت میں جمع ہوتی جاتی تھی وہ ہر روز قوت مرکزی بنتا جاتا تھا۔ اس قوت کے ساتھ اُس کی بڑھتی ہوتی تھی۔

اُس کے ساتھ ہی ہم حکمت سے معموری کا ذکر بھی پڑھتے ہیں۔ یہ حکمت کیا تھی؟ یہ پُرانے عہد کے نوشتے تھے۔ ان نوشتوں کا کلام تھا۔ ان کی بے مثال سچائی اور صداقت تھی جو مسیح موعود اور عیسی کے تنے کی شان و جمال کا نقشہ تھی ابن داؤد اس آلہی حکمت سے معمور ہوتا گیا۔ اس کی آلہی حکمت کی معموری کی گہرائی و وسعت اُس وقت دیکھی جا سکتی ہے جس وقت وہ اپنی زندگی کی دینی خدمات کو شروع کریگا اس میں کلام نہیں کہ اُس کی زندگی آلہی حکمت سے ایسی معمور تھی جو کسی کو حاصل نہ ہوئی تھی۔

آخر میں یسوع مسیح کے بچپن میں بڑھنے پر۔ قوت پانے پر۔ حکمت سے معمور ہونے پر خدا کے فضل کا بھی اضافہ کیا ہے خدا کا فضل یسوع مسیح کی ترقی کی ہر شاخ میں شامل حال تھا اُس نے ترقی کی جس راہ پر قدم رکھا خدا کے فضل کے ماتحت رکھا۔ فضل خدا اُس کی بچپن کی زندگی کا جمال تھا۔

جس لفظ کا ترجمہ فضل کیا گیا ہے اُس کے معنے صورت و شکل کی خوبصورتی کے بھی ہیں۔ اُس کے معنے خصلت و سیرت کی خوشنمائی کے بھی ہیں۔ اُس کے معنے نرمی و ملائمت و ملاحت کے بھی ہیں۔ اس کے معنے کسی کی نظروں میں مہربانی حاصل کرنے کے بھی ہیں۔ یسوع مسیح صورت و شکل میں پُرفضل تھا۔ وہ خصلت و سیرت میں پُرفضل تھا۔ وہ نرمی و ملاحت میں پُرفضل تھا وہ خدا کی نظروں میں مہربانی کے لائق تھا وہ اپنے بچپن میں ایسی موہنی صورت تھا کہ جس پر حضرت یوسف قربان ہو سکتا تھا۔

مندرجہ بالا بیان اگرچہ مختصر ہے پر اس حقیقت کو روشن کرنے کے لئے کافی ہے کہ یسوع مسیح کا بچپن کامل انسان کا بچپن ہے وہ ہمیشہ کے لئے ایک نمونہ کا بچہ ہے جس کے بچپن کے فضائل کو کوئی بچہ عبور نہیں کر سکا ہے۔

وہ ایک نمونہ کا بچہ ہی نہیں ہے بلکہ ایسا بچہ ہے جو بنی نوع انسان کے تمام بچوں کی وہ اعلیٰ سیرت و خصلت رکھتا ہے جو کسی واحد بچہ کے ورثہ میں نہیں آئی۔ اس کے ساتھ بچوں کے وہ خصائل و فضائل اہل دنیا کی آگاہی میں آئے ہیں جو کسی کے خواب میں نہ آئے تھے۔ اُس نے اپنی آمد کے ساتھ ہر ایک انسانی بچے کی میراث کو ظاہر کر دیا کہ بڑھنا۔ قوت پانا۔ حکمت سے معمور ہونا۔ خدا کے فضل کے ماتحت ترقی کرنا ہر ایک انسانی بچہ کی دولت ہے۔

لیکن یہ سمجھنا چاہئے کہ یسوع مسیح کا بچپن خطروں سے خالی تھا۔ ہرگز نہیں۔ جیسے دوسرے بچوں کی زندگی خطروں سے پر ہوتی ہے ویسی ہی اُس کی زندگی بھی خطروں سے محیط تھی۔ بلکہ اُسے بچپن میں زیادہ خطرات گھیرے تھے۔ وہ خطرات حاکم وقت ہیرودیس کی طرف سے پیدا ہوئے تھے جو اپنی سیرت و خصلت میں دشمنان مسیح موعود کا پیر و مرشد تھا۔ اُس نے ابن داؤد کے پیدا ہونے کی خبر سنکر بیت لحم کے تمام بچے اس لئے قتل کرا ڈالے کہ اُن کے ساتھ یسوع مسیح بھی قتل ہو جائے۔ اس قاتل و ابلیس صفت بادشاہ نے یسوع مسیح کی مخالف دنیا کا نمائندہ ہوکر تلوار سے اُس کا خیر مقدم کرنا منظور کیا۔ پر نامراد رہا۔ اُس کی شکست میں مخالفین مسیح کی شکست تھی۔ وہ جس بادشاہت کی حفاظت میں کھڑا ہوا تھا آج کے دن زمانہ قدیم کی کہانی ہے۔ ابن داؤد کا ذکر خیر آج تک باقی ہے۔

ہم کہہ چکے ہیں کہ ہماری سندی آیت کے الفاظ میں یسوع مسیح کی زندگی کے بلوغت تک پہنچنے کی وسعت پائی جاتی ہے۔ ہمارے زمانہ میں بچے ۱۸ برس کی عمر کے ہوکر بالغ سمجھے جاتے ہیں۔ مگر یہودی بچہ بارہ برس کی عمر تک پہنچکر بالغ سمجھے جاتے تھے اور پُرانے عہدنامہ کو عبرانی زبان میں نہ صرف پڑھ سکتے تھے بلکہ اس کا کثیر حصہ حفظ کر لیا کرتے تھے۔ چونکہ پرانے عہدنامہ میں علمیت کے خزانے جمع تھے۔ اس لئے پرانا عہدنامہ یاد کر کے بچے خورشناسی کا اچھا خاصہ ملکہ حاصل کر لیتے تھے۔ اس وجہ سے وہ اس عمر کو پہنچکر بالغ قرار دیئے جاتے تھے۔ یسوع مسیح نے بھی حکمت سے معموری حاصل کرکے ناصرت کے عبادت خانہ میں حسب دستور بلوغت کا اعلان حاصل کیا۔ اُس نے شریعت کے فرزند ہونے کا خطاب پایا۔ اُس کی زندگی میں بلوغت کو پہنچنے کا وقت خوشی کا پہلا وقت تھا جو اُس نے اپنی زندگی میں دیکھا تھا۔

غرضیکہ ہماری سندی آیت میں یسوع مسیح کا بچپن ان معانی کا مذکور ہوا ہے۔ جو ہر ایک انسانی بچہ کی روحانی اور جسمانی زندگی کے لئے ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔ کوئی ماں باپ ایسا نہیں جو اپنے بچے کے لئے وہ نعمتیں نہ چاہے جو یسوع مسیح کے بچپن سے وابستہ ہیں۔ وہ واقعی قابل رشک خوبیوں کا بچہ تھا۔ یسوع مسیح کے اوصاف کا بچہ دنیا میں عجیب و غریب جوان بن سکتا تھا۔ وہ درحقیقت غیر معمولی جوان ہی بن سکتا تھا۔ کیونکہ اعلیٰ و افضل جوانی کی بنیاد اعلیٰ و افضل بچپن سے ہی ہو سکتی تھی۔ اور وہ یسوع مسیح کو حاصل تھا۔ پس اُس کے عجیب و غریب بچپن سے کوئی معمولی جوان نہیں نکل سکتا تھا۔ اُس کی بچپن کی خوبیاں اس سے ایسی جوانی منسوب کرتی ہیں جو ہماری دنیا کے کسی دوسرے انسان پر نہیں آئی۔ بجز یوحنا بن زکریاہ پر۔

خداوند یسوع مسیح

فی زمانہ ایسے لوگ مسیحیت کے مخالفوں کو ضرور مل سکتے ہیں جو یسوع مسیح کے خدا ہونے کے قائل



نہیں ہیں۔ لیکن ایسے عالم بلے دشوار ہیں جو یسوع مسیح کو عام انسانوں کے برابر محض ایک انسان مانتے ہوں اعلیٰ درجہ کے علما میں اگر کوئی شخص اس آخری اعتقاد کے ساتھ دنیا کے روبرو آجائے تو اُسے دیوانہ کہنے میں کسی عاقل کو دریغ نہ ہوگا۔ کیونکہ ہم کو معلوم ہے کہ اگر یسوع مسیح کے معتقد اسے صاحب الوہیت ثابت نہیں کر سکتے تو دوسری طرف یسوع مسیح کے مخالفین اسے محض بشر یا عین مساوی بشر بھی ثابت کرنے سے عاجز ہیں۔ کیونکہ اگر یسوع مسیح کو عین مساوی بشر ثابت کیا جاوے تو وہ اکیلا ہی ایسا بشر ثابت ہوگا جس کا مثنیٰ نہیں مل سکتا اور جن کو ہم انسان اور بشر کہتے ہیں اُن کا کوئی دوسرا نام رکھنا پڑیگا۔ کیونکہ اُن میں مسیحی انسانیت و بشریت ثابت نہیں ہو سکتی۔

واشنگٹن کانفرنس

عالمگیر جنگ کی توپوں نے جو چار سال تک دنیا کی امن و سلامتی کے قلعوں کو مسمار کیا تھا۔ تمام دنیا کے انتظام میں اور تمام اقوام کے رشتوں میں خلل اندازیاں پیدا کی تھیں۔ باہمی قہر و غضب کو بھڑکایا تھا۔ ہلاکت اور تباہی کو دوچار پڑھایا اور بسایا تھا۔ اس کے تمام مہلک اثر کو مٹانے اور باختیار اقوام کو دوبارہ باہمی اعتبار و بھروسہ کے رشتوں سے مربوط کرنے کے لئے انٹرنیشنل لیگ جس کے اجلاس سوئٹزرلینڈ میں ہو رہے ہیں اور واشنگٹن کانفرنس دو مجالس قائم ہوئی ہیں۔ جنہوں نے جنگ کی تباہی کی پھر ساخت و تعمیر کا کام اپنے ذمہ لیا اور اسے نہایت خوبی سے انجام دے رہی ہیں۔

واشنگٹن کانفرنس نے جو کام کیا ہے وہ واقعی اہم کام کیا ہے۔ اس کانفرنس نے آلات جنگ کو محدود فرما کر آنے والی جنگ کو کڑوڑوں برس پیچھے ہٹا دیا ہے۔ اقوام کے باہمی معاہدوں اور رشتوں کو ایک مدت کے لئے پایدار کر دیا ہے۔ مگر اس کانفرنس کے کام سے بظاہر چند روز تک بیکاروں کا شمار اقوام میں بڑھ گیا ہے۔ تو بھی کانفرنس نے دنیا کے ٹوٹے پھوٹے امن کی وہ مرمت کر دی ہے۔ جس کی شکست میں برسوں تک اندیشہ نہیں ہے۔ امریکہ نے دنیا میں پھر صلح کرا دی ہے۔ باہمی دشمنی اور قہر و غضب کی آگ جو تھوڑے عرصہ میں پھر دنیا میں جلنے کو تھی بجھا دی ہے۔ امریکہ صلح کرانیوالا بنکر مبارک ٹھہرا اہل امریکہ نے اس کام میں بھی مسیحیت کی اعلیٰ شان دکھائی ہے۔ امریکن واقعی مبارک لوگ ہیں۔

واشنگٹن کانفرنس نے ہر ایک با اختیار قوم کے لئے جنگی جہازوں کی تعداد مقرر کر دی۔ دس سال تک کوئی قوم نئے جنگی جہاز نہ بنا سکیگی۔ مقررہ تعداد سے زائد جس قوم کے پاس جہاز ہونگے وہ بے اسلاح کر دیئے جائینگے کانفرنس کی یہ کارروائی ایسی ہے جس نے ہر ایک قوم کو دس سال کے لئے بے پر کر دیا ہے۔

لاہور میں خالصہ صاحبان کی رہائی

مورخہ ۱۳ و ۱۴ جنوری ۱۹۲۲ء کے روز لاہور میں خوشی کے دن شمار ہونے کے لائق ہیں۔ ۱۳ جنوری سے لوگ جوق جوق جیل خانہ کی طرف جاتے دیکھے گئے۔ تمام دن بلکہ رات تک لوگ اس انتظار میں رہے کہ کب خالصہ صاحبان کی جیل سے رہائی ہوتی ہے۔ مگر کسی کی امید بر نہ آئی آخرکار لوگ واپس چلے آئے مورخہ ۱۴ جنوری کے روز صبح کے ۱۲ بجے کے قریب شہر کی جانب سے پھر سنگھ صاحبان گرنتھ بانی کرتے ہوئے وارث روڈ اور جیل روڈ کے اتصال کے قریب جمع ہونے لگے۔ رفتہ رفتہ وہاں پر شام کے ۴ بجے تک قریباً ۸ ہزار مرد و زن جمع ہو گئے۔ خالصہ صاحبان کا گویا وہاں پہ دیوان لگا رہا۔ خالصہ صاحبان انتظار کے وقت میں گرنتھ ذنیاں گاتے رہے۔ تمام سنگھ صاحبان نہایت سنجیدہ اور پر امن طریق سے اپنے عزیزوں کی آمد کی راہ دیکھتے رہے۔ چار بجے کے قریب ڈپٹی کمشنر اور ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس صاحبان موٹر پر تشریف لائے۔ جن کے ساتھ خالصہ صاحبان کا ایک لیڈر بھی تھا جب موٹر دیوان کے پاس ٹھہر گئی تو یہ تینوں صاحبان دیوان کے اندر تشریف لے گئے تمام خالصہ اپنے لیڈروں کے خاموش کرانے پر خاموش ہو گئے تب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر نے پنجابی زبان میں ذیل کا پیغام سنایا۔ کہ خالصہ صاحبان میں آپ کو یہ خوشخبری سناتا ہوں کہ سرکار نے ان تمام خالصہ صاحبان کو رہا کر دیا ہے جو گوردواروں کے جھگڑوں میں گرفتار ہو کر جیلخانوں میں ڈالے گئے تھے خالصہ صاحبان اور سرکار ہمیشہ سے دوست رہے ہیں اس لئے جو کچھ ہوا اُسے بھولکر اور صاف کر کے اپنے پرانے رشتے کو مضبوط کرو۔ سرکار خوشی سے آپ کے قیدیوں کو رہا کر کے آپ سے اپنی دوستی کو ظاہر کرتی ہے۔ آپ سب بھی اس رہائی پہ سرکار کے ساتھ خوشی کرو۔ میں اب جاکر آپ کے عزیزوں اور دوستوں کو آپ کے پاس بھیجتا ہوں"۔ خالصہ صاحبان نے اپنے دستور کے موافق ست سری اکال کے نعرے بلند کئے۔ تب دونوں صاحب بہادر اور خالصہ صاحبوں کا لیڈر موٹر پر سوار ہو کر جیلخانہ کی طرف چلے گئے۔ مگر پیچھے دیوان لگا رہا۔ ۵ بجے شام کے قریب جیل خانہ سے رہا ہو کر خالصہ صاحبان دیوان مذکور کے قریب پہنچے۔ جن پر پھولوں اور پھولوں کے ہاروں کی بارش ہوتی آ رہی تھی۔ جب یہ خالصہ صاحبان دیوان میں پہنچے تو تمام لوگوں کے دل خوشی سے اچھلنے لگے۔ نہایت عجیب سماں تھا۔

خالصہ صاحبان درحقیقت صوبہ پنجاب کا اقبال ہیں۔ وہ حقیقت میں گورنمنٹ کے دوست ہیں گورنمنٹ

نے بھی خالصہ صاحبان سے دوستی کا اچھا حق ادا کیا ہے کہ خالصہ صاحبان کو رہا کردیا۔ قوی امید ہے کہ گورنمنٹ کے اس کام سے خالصہ صاحبان پر بہت اچھا اثر پڑیگا۔ کیونکہ خالصہ صاحبان میں اعتدال پسندی بیسویں صدی کی تعلیم کا نتیجہ ہے۔ جس کی مثال ہم نے آج کے دیوان میں دیکھی ہے۔

ہندوستان کی حالت حاضرہ

جہاں تک ہفتہ گذشتہ کے حالات و اخبارات پر غور کیا جاتا ہے۔ وہاں تک یہ بات بغیر کسی قسم کے مبالغہ کے کہی جاسکتی ہے کہ گو گورنمنٹ ہند نے بعض حالتوں میں نرمی کا اظہار کیا ہے۔ مگر ملک میں عدم تعاون کے طریق عمل پر سول نافرمانی کا دم چھلا زیادہ چڑھتا گیا ہے ہمارے دیکھتے دیکھتے سول نافرمانی بھی لوگوں کی آگاہی میں آنے لگی ہے۔ حکام وقت کے لئے ایسے مواقع درحقیقت سخت امتحان کے معلوم ہوتے ہیں۔ انہیں اس وقت ضبط و صبر سے کام لینا پڑ گیا ہے۔ کوئی شبہ نہیں کہ یہی صبر و ضبط و رحم و درد مندی ہی اس مرض متعدی کا علاج ہے۔ کہتے ہیں کہ لوہے کو لوہا کاٹتا ہے عدم تشدد و عدم تعاون اور سول نافرمانی جس اصول کے پودے ہیں وہ اصول خود انکاری کا اور صبر و برداشت کا ہے۔ اس بنیادی اصول سے بلاتشدد و عدم تعاون و سول نافرمانی کے پودے نکلتے ہیں۔ ان کا اثر تمام ریخ پیچ پر ہو گیا ہے اور ہوکر رہیگا۔ گورنمنٹ اس کے اثر کو سختی کے طریق عمل سے نہ صرف روک نہیں سکتی بلکہ اس طریق عمل سے اسے ترقی دے سکتی ہے۔ یہ مرض متعدی اگر رک سکتا ہے تو حکام وقت کی خود انکاری اور صبر و برداشت کے طریق عمل سے رک سکتا ہے شاید گورنمنٹ کے خیر اندیش گورنمنٹ کو بہت مشورے دے سکتے ہیں اور شاید گورنمنٹ کو ان مشوروں میں سچائی بھی معلوم پڑے مگر موجودہ تحریک کی روک تھام میں اختیارات و اقتدار کا استعمال جلتی آگ پر تیل کا کام کریگا۔ اس تحریک کو روکنے اور دبانے کے لئے آج اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ تلوار میان میں رکھی جائے۔ خود انکاری اور صبر و برداشت اور نرمی و ملائمت غریب پروری اور ہمدردی وغیرہ اوصاف سے کام لیا جائے۔ ہر ایک قصبہ اور شہر و صوبہ کے حکام پیروان عدم تعاون سے اور غریب و غربا سے ہمدرد ہوں۔ اُن کی بے بجا کارروائیوں کی محبت و ہمدردی سے اصلاح کرنی شروع کریں۔ اُن کی گستاخیوں کی برداشت کرکے دیکھیں۔ اس طریق سے دیہاتیوں اور شہریوں کے دل حکام ضلع کی محبت سے پکڑے جائینگے۔ لوگ ایسے اندھے ابھی نہیں ہوئے کہ وہ حکام کے اعلیٰ وصفوں اور کاموں کو حقارت کی نظر سے دیکھیں۔ لوگ خود انکاری سے مغلوب ہوسکتے ہیں۔ ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ با اختیار حکام کا خود انکاری کے اصول پر کاربند ہونا محال ہے۔ مگر گورنمنٹ خود ملاحظہ فرما رہی ہے کہ اس وقت اخلاقی طاقت غلبہ پاتی جاتی ہے۔ اگر اس غلبہ کی روک تھام اخلاق سے نہیں ہوسکتی تو جسمانی زور و طاقت سے بھی غلبہ محال ہے۔ گورنمنٹ خود دانا ہے جو بہتر بات ہو اس پر عمل پیرا ہو جائے۔

ایشیا

لکھنؤ ۱۲ جنوری کی خبر ہے کہ بھرائچ میں بد امنی پیدا ہو گئی۔ جسے دفع کرنے کے لئے پولیس کو گولی چلانی پڑی

مدراس ۱۳ جنوری کی خبر ہے کہ شہزادہ ویلز مدراس پہنچ گئے ہیں۔ جس سڑک پر شاہی جلوس گذرا اُس کی دونوں طرفیں ہندوستانی صاحبان سے اٹی ہوئی تھیں۔ نہایت پُرشان خیر مقدم ہوا ہے۔

بمبئی جنوری کی خبر ہے کہ مسٹر کاسکن بمبئی پولیس سارجنٹ غیب ہے۔ آپ کی شکستہ بائیسکل لائل روڈ پر پائی گئی ہے۔ آپ سات جنوری کے روز آخری دفعہ دیکھے گئے اور آٹھویں تاریخ آپ کی بائیسکل پائی گئی۔ اس حادثہ سے بڑی تشویش پھیل رہی ہے۔

بمبئی ۱۲ جنوری کی خبر ہے کہ ندیاد میونسپل کمیٹی کے پریذیڈنٹ اور ۱۲ ممبروں نے ناراض ہو کر اپنے استعفے داخل کردیئے۔

پٹنہ ۱۱ جنوری کی خبر ہے کہ مظفر پور ضلع تھانہ سیتامڑھی صوبہ بہار کے لوگ حکام سے ایسے لاپروا ہوئے کہ گورنمنٹ کو اس علاقہ پر ایک طرح سے تعزیری پولیس کا اضافہ کرنا پڑا۔ یہ پولیس ۶ ماہ تک رہیگی جس کے کل اخراجات ۲۵۰۰۰ روپیہ تک لوگوں کو خود دینے پڑینگے

لکھنؤ ۱۲ جنوری کی خبر ہے کہ پولیس سپرنٹنڈنٹ ہردوئی پر کسی نے گولی چلادی۔ مگر صاحب بچ گئے۔ خفیف زخم آیا۔ بدمعاش بھاگ گئے رات کا وقت تھا۔

دہلی ۱۲ جنوری کی خبر ہے کہ موپلہ بغاوت کا خاتمہ کے قریب ہے۔ تو بھی ہنوز باغی کہیں کہیں باقی ہیں جن میں سے ہر ہفتہ گرفتاریاں ہوتی رہتی ہیں۔ گذرے ہفتہ میں ایک لیڈر چند ہمراہیوں کے ساتھ اور گرفتار ہوا ہے۔

تیز پور ۱۲ جنوری کی خبر ہے کہ وہاں پر بے چینی رونما ہوئی جو چند گرفتاریوں پر ختم ہو گئی۔

امرتسر ۱۰ جنوری کی خبر ہے کہ ڈسٹرکٹ کانگرس کمیٹی نے عام لوگوں کو کئی نیک مشورے دیئے ہیں ان میں سے ایک مشورہ یہ بھی ہے کہ کوئی پولیس کے سپاہیوں کو گالی نہ دیوے۔ جب پولیس عام لوگوں کو منتشر ہونے کا حکم کرے تو لوگ منتشر ہو جایا کریں۔ لوگ کانگرس یا خلافت رضاکاروں سے الگ رہا کریں



بمبئی ۱۲ جنوری کی خبر ہے کہ عدم تعاون کے پیرو بچوں کو بھی گمراہ کر رہے ہیں۔ اس سے اُن کی تعلیم کے نقصان کا اندیشہ ہے۔

مدراس ۱۳ جنوری کی خبر ہے کہ وہاں شہزادہ ویلز کی تشریف آوری کو بائیکاٹ کرنے اور عام ہڑتال کرنے کی کوشش میں نہایت سخت فساد کیا گیا ہے جو بمبئی کے فساد کے سوا اپنی مثال نہیں رکھتا ہے۔

اُس فساد میں جس قدر نقصان ہوا ہے اُس کا ابھی اندازہ نہیں کیا گیا ہے۔ فی الحال اس قدر خبر آئی ہے کہ فساد کو فوج نے دبا لیا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ مفسدوں نے نقصان کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔ یہ پر امن عدم تعاون کی ایک اور مثال قائم ہوئی ہے جو یاد رہیگی۔

چارٹرڈ بینک کا ۲۷۰۰۰ روپیہ چرایا گیا ہے۔ ملزم گرفتار ہے۔

۴۰ جہازران جاپانیوں کی حکایت **سٹیٹسمین** میں شائع ہوئی ہے جو نہایت درد انگیز ہے۔ کمیسکٹکا کے شمال میں ان کا جہاز برف میں بند ھ گیا۔ ان کے پاس کھانے پینے کا سامان ختم ہو گیا۔ کسی کے پاس بندوق تک نہ تھی انہوں نے بار بار جاپان گورنمنٹ کو تار کیا کہ مدد بھیجے پر کوئی جواب اُن کو نہ ملا۔ اُن کا آخری پیغام یہ ہے کہ ہم میں سے سات آدمی بھوک سے مر چکے ہیں بعض مرنے والے پڑے ہیں ہمیں ہلاک ہونے سے پیشتر بچاؤ۔

گوشتہ جمعہ کے روز کلکتہ جوٹ ورکس کے ۲۰۰۰ آدمیوں نے کام کرنا بند کر دیا ہے۔

ایک مختار جنگی نے ۱۰۹ گٹھے موروں کے پروں کے پکڑے ہیں جنکی قیمت ۶۵۰۰ روپیہ شمار کیگئی۔

یورپ

لنڈن ۱۲ جنوری کی خبر ہے کہ ایم براینڈ نے استعفا دیدیا ہے۔ فرانسیسی اور انگلش معاہدہ خطرے میں ہے۔ فرانس کی ملکی حالت میں بے اطمینانی رونما ہے۔

میڈرڈ ۱۰ جنوری کی خبر ہے کہ سپین کی وزارت مستعفی ہو گئی ہے۔ بادشاہ نے ایک ڈگری پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا اسی پر وزارت مستعفی ہو گئی۔

انگلینڈ میں پانی کا کال ہو رہا ہے۔ سخت کال کا اندیشہ ہے۔ کوؤں میں پانی نہیں رہا اور ندیاں خشک ہو گئی ہیں۔ اگر جلد بارش نہ ہوئی تو لوگوں کو سخت تکلیف پہنچیگی۔

علاقہ رہائن میں جو انگلینڈ اور فرانس کی فوج پڑی ہے گو اُس کا خرچ جرمن سے وصول کرنا ہے پر اب تک جرمنی نے اُس کے لئے کچھ نہیں دیا ہے۔ تمام اخراجات انگلینڈ اور فرانس ہی اُٹھا رہا ہے۔ اب جرمنی تاوان ادا کرنے سے معذور ہو رہا ہے تو ایسے حال میں علاقہ رہائن پر فوج رکھنے کی بابت بعض فکر مند ہیں اور کہتے ہیں کہ فوج واپس بلائی جائے تو بہتر ہے۔

لنڈن ۲۹ دسمبر کی خبر ہے کہ سپین والوں کی فوج کے سپاہیوں کا مراکو میں بڑا نقصان ہوا ہے۔

لنڈن ۱۱ جنوری کی خبر ہے کہ اگر آنے والی اکنامک کانفرنس لنڈن میں ہووے تو لنن اس میں شریک ہونے کو تیار ہے۔

لنڈن ۱۱ جنوری کی خبر ہے کہ ایورسٹ پہاڑ کو جانے والی دوسری مہم کے سرگرم تذکرے ہو رہے ہیں جو اس سال آنے والی ہے۔

کینس ۱۱ جنوری کی خبر ہے کہ انگلش اور فرانسیسی اتحاد پر اب تک چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔

جرمنی میں کوئلے کے نئے میدان اور تیل کے نئے چشمے دریافت ہوئے ہیں۔ جرمنی کی خوش قسمتی سمجھو۔

پیرس ۱۰ جنوری کی خبر ہے کہ کینس کانفرنس میں جرمن نمائندے بھی آ گئے ہیں۔ اس کانفرنس کا مقصد یہ ہے کہ جرمنی کے ان عذرات پر غور کرے جو تاوان جنگ کی ادائیگی نہ کرنے میں جرمنی نے پیش کئے ہیں۔

کینس ۱۰ جنوری کی خبر ہے کہ کانفرنس کا تاوان جنگ کی بابت یہ فیصلہ ہوا ہے کہ جرمنی از قسم مال ۱۷۵۰ ملین گولڈ مارک کا مال انگلینڈ کے حوالے کرے گی۔ جس میں سے انگلینڈ ۵۰۰ ملین کا مال رکھیگی۔ اٹلی کو ۲۴۰ ملین کا مال دیگی۔ جاپان کو ۹ ملین کا۔ فرانس کو ۱۴۰۵ ملین کا مال دیگی بیلجیم ۱۲۵ ملین اور باقی الائز کو ۲۰ ملین کا مال دیا جائیگا

لنڈن ۱۰ جنوری کی خبر ہے کہ برٹش مال کے اخراج میں اس سال بڑا خسارہ پڑا ہے۔

افریقہ

لنڈن ۲۵ دسمبر کی خبر ہے کہ مصر کی بابت لارڈ کرزن کی پالیسی پر سخت اعتراض ہوئے ہیں۔

جوہانسبرگ ۱۱ جنوری کی خبر ہے کہ وہاں سٹرائکرز اور آقاؤں میں میل ملاپ کی امید کی جاتی ہے۔

لنڈن ۱۱ جنوری کی خبر ہے کہ مارکونی کمپنی نے جنوبی افریقن گورنمنٹ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ براہ راست وائرلیس کا سلسلہ قائم کر سکتی ہے۔

قاہرہ ۱۱ جنوری کی خبر ہے کہ مصر میں بائیکاٹ کا طریق عمل ناپسند ہو رہا ہے۔

جوہانسبرگ ۱۰ جنوری کی خبر ہے کہ وہاں پر سٹرائک شروع ہو گیا ہے۔ حالت نازک ہے ۲۰۰۰۰ یورپین بھی موثر ہیں۔

متفرقات

گورنمنٹ پنجاب نے لالہ لاجپت رائے دو پینڈ ...

کی ایک سال کی قید سخت زیر دفعہ ۹۲ تعزیرات ہند منسوخ کردی ہے صرف قید محض رہ گئی۔

پنجاب کونسل کے تازہ اجلاس میں سر جان مینارڈ نے جب اس سزائے قید سخت کے منسوخ ہونے کا اعلان کیا تو خوب چیرز دیئے گئے۔

راجہ نریندرا ناتھ نے کونسل میں تحریک کی کہ عدم تعاونی لیڈروں کے مقدمات کے ریکارڈ پر غور کرنے کے لئے ہائیکورٹ سے تحریک کی جائے

ہائیکورٹ دیکھے کہ عدم تعاونی اصحاب کو جو سزا دوسرے مقدمہ میں دی گئی ہے کیا وہ قانوناً جائز ہے تحریک منظور ہو گئی

آنریبل سر جان مینارڈ نے کونسل میں اعلان کیا کہ گورنمنٹ نے تمام سکھ قیدیوں کو جو زیر قانون مجالس باغیانہ سزایاب ہوئے رہا کر دیا ہے۔

اس طرح سرداران مہتاب سنگھ۔ کھڑک سنگھ۔ و دیگر جملہ سکھ لیڈران رہا شدہ ہم اس رہائی پر گورنمنٹ اور سکھ دونوں کو مبارکباد دیتے ہیں۔

گورنمنٹ پنجاب کی اس دانشمندانہ کارروائی پر گورنمنٹ کو مبارک۔ امید ہے کہ اس طرح تمام بے چینی جلد سے جلد دور ہو جائیگی۔

صوبہ پنجاب کے اکثر سرکردہ اصحاب نیشنل والنٹیر کور میں بھرتی ہو گئے اور ہوتے جا رہے ہیں۔ کانگرس نے فیصلہ جو دیا۔

متھرا میں ۹۲ گرفتار شدہ اشخاص زیر قانون ترمیم ضابطہ فوجداری اظہار افسوس کرنے پر۔ رہا کر دیئے گئے۔ ڈاکٹر منالال ۱۷ ماہ کو گئے۔

امرتسر میں والنٹیروں نے دو فریق بنا کر ایک کے ذمہ کھدر کی فروخت کا کام دیا اور ایک نے کوتوالی سنبھال لی۔

اس نے ۵-۵ والنٹیروں کے ۵ دستے بنائے

پہلا دستہ اپنے نشان لگا کر سیدھا کوتوالی پہنچا جہاں پر اُن کے نام لکھ لئے گئے۔

بعد ازاں دوسرا اور تیسرا دستہ کوتوالی پہنچا۔ اس پر انسپکٹر صاحب نے کہا کہ ہم اس کے سوا کوئی اور کام نہ کریں۔

یہ پانچوں دستے بعد گرفتاری بازاروں میں پھرتے رہے۔ اُن کی خوب خاطر تواضع ہوئی اور پیسے نچھاور کئے گئے۔

ای۔ آئی۔ آر پر جہاں جہاں دھنباد و سوہ وغیرہ لائنوں پر ہڑتال ختم ہو گئی۔ جتنی ٹرینیں بند تھیں چلنے لگ گئی ہیں۔

کالیکٹ کا ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ ماہ حال کو ویرن ناتھ۔ کن محمد حاجی کو جو ایک مشہور و معروف باغی سرغنہ تھا۔ صوبیدار گوپال مینن اور تھانیدار رام ناتھ آئر تھانیدار کے ماتحت پولیس نے مقام چوکدر پر معہ بہت سے سامان اسلحہ گرفتار کر لیا ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ ۱۱ و ۱۲ جنوری کی درمیانی رات کو امرتسر میں لالہ گردھاری لال پریذیڈنٹ ڈسٹرکٹ کانگریس کمیٹی امرتسر۔ مہاشہ سنام رائے ایم۔ اے ہیڈ ماسٹر قومی سکول امرتسر۔ مولانا محمد داؤد غزنوی سیکرٹری خلافت کمیٹی بعد ۴۲ قومی والنٹیروں کے گرفتار کر لئے گئے۔

بمبئی کی خبر۔ وہاں ماہ نومبر میں فقیر شماری ہوئی تھی۔ اعداد سے ظاہر ہے کہ اس اکیلے شہر میں قریباً سات ہزار فقیر ہیں۔ ان میں سے صرف ۳، ۴ ایسے ہیں جو کوئی کام نہیں کر سکتے۔ باقی سب موٹے تازے ہیں اور اگر چاہیں تو اپنے گذارہ کے لئے کافی روپیہ پیدا کر سکتے ہیں۔

کلکتہ کا ایک تار مظہر ہے کہ سراج گنج کے مارواڑیوں نے تین لاکھ کا بدیشی کپڑا خریدا تھا جس کی ۵۰۰ گانٹھیں سٹیمر گھاٹ پر آئی پڑی ہیں مگر کوئی قلی ان کو اٹھانا تو ایک طرف چھوتا تک بھی نہیں۔ مارواڑی سوداگر شش و پنج میں ہیں کہ کیا کریں اور کیا نہ کریں۔

چٹھی خاص مسیح ولوں آئی آ
جس نے سچی تعلیم سکھائی آ

یسوع گتسمنی وچ آیا۔
اوس شاگرداں نوں سُتیاں پایا
اُس نے وِنہاں نوں آن جگایا
انوری سیاپیا چٹھی لے جا مسیح دی راہیا
چٹھی خاص مسیح ولوں آئی آ
جس نے سچی تعلیم سکھائی آ
یروشلم ولوں بھیڑ اک آئی جے
جنہاں نے ہتھ وچ ہتھیار پھڑائے جے
اگے اگے یہوداہ اسکریوتی آ
دل سفور سیاپیا چٹھی لے جا مسیح دی راہیا۔
چٹھی خاص مسیح ولوں آئی آ
جس نے سچی تعلیم سکھائی آ
یہوداہ دسیا اک نشان جی
جنوں چماں اوہ دھنوں پہچان جی
اوہو وچ انجیل فرمایا
انوری سیاپیا چٹھی لے جا مسیح دی راہیا
چٹھی خاص مسیح ولوں آئی آ
جس نے سچی تعلیم سکھائی آ
ویری پطرس رسول نوں آئی آ
تلوار کڈھ میانوں چلائی آ
سردار دے نوکر دا کن اڑایا
دل سفور سیاپیا چٹھی لے جا مسیح دی راہیا

چٹھی خاص مسیح دلوں آئی آ
جس نے سچی تعلیم سکھائی آ
یسوع اپنی زبانی فرمانودا
پطرس تلوار میان وچ لانودا
یسوع معجزہ کر دکھلایا
انوری سپاہیا چٹھی لے جا مسیح دی رہیا
چٹھی خاص مسیح دلوں آئی آ
جس نے سچی تعلیم سکھائی آ
اوہناں یسوع نوں اگے لایا
پچھے آپ شور مچایا
اوہنوں حنا دے دربار پوچایا
دل سنو سپاہیا چٹھی لیجا مسیح دی اہیا
چٹھی خاص مسیح دلوں آئی آ
جس نے سچی تعلیم سکھائی آ
یسوع پیشنگوئی فرمائی آ۔
پطرس پاسوں پوری کرائی آ
ایہہ گل درست ٹھہرائی آ
انوری سپاہیا چٹھی لیجا مسیح دی راہیا
چٹھی خاص مسیح دلوں آئی آ
جس ساڈوں تعلیم سکھائی آ

کیلیب جان۔ سیکنڈ مڈل کلاس
بارہ پتھر سی۔ ٹی۔ آئی۔ سیالکوٹ

دیسی مشنری

انسان اپنی خوشی و غمی دوسروں پر ظاہر کریں۔ یہ قانونِ قدرت معلوم دیتا ہے۔ شاید تمدن و گہری دوستی اسی ایک غرض کا نتیجہ ہیں۔ اور یہ صرف افراد میں ہے بلکہ اقوام میں بھی۔ قدیم زمانہ میں جب ہندوستان کا علم و ادب۔ فلسفہ و تہذیب دوسری قوموں سے بڑھے ہوئے تھے تو ہمارے مشنری دوسرے ملکوں میں اپنی تہذیب پھیلانے جاتے تھے مصر روم و شام چین اور جاپان اس بات کا ثبوت دیتے ہیں۔ یہ دور جاتا رہا۔ گذری صدی میں مشنریوں کی بجائے دوسرے ملکوں میں ہم نے قلی اور مزدور بھیجے

ہمارے ادج دلپستی کا کچھ ٹھکانہ ہے
تعلیم گاہیں بھی مزدور آشرم ہوئیں۔

ناظرینِ نورافشاں

کی خدمت میں ادب سے التماس کی جاتی ہے کہ نورافشاں کے جن خریداروں کے ذمہ سالانہ چندہ ہے وہ ازراہِ عنایت بذریعہ منی آرڈر مینیجر نورافشاں کے پاس روانہ فرمائیں۔ اس طریقے سے ایک تو آپ کے دو آنہ کی کفایت ہو جائیگی۔ دوسرے نورافشاں کا دفتر بھی وی۔ پی کی زیرباری سے بچ رہیگا۔ کہنے کو دو آنہ کی بچت ہے۔ لیکن سینکڑوں دوانیوں کی بچت ہے۔ لہٰذا امید ہے کہ ہمارے معزز ناظرین بذریعہ منی آرڈر چندہ ارسال فرماکر ممنون فرمائینگے۔

مینیجر نورافشاں

آج افریقہ۔ امریکہ اور آسٹریلیا میں ہزاروں ہندوستانی اپنے مزدوری پیشہ کی تکلیفوں۔ حق تلفیوں اور اپنے ملک مادر کی بے چینیوں کے سبب جسم و جاں جلا رہے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ مسٹر سی۔ ایف اینڈریوز ایسے محب انسان ان مصیبت زدہ کی مدد کر رہے ہیں۔ مگر ایک اینڈریوز سے کیا بنتا ہے۔ یہ تو تمام مسیحی جماعت کی خدا ترسی۔ فرائض مذہبی اور حب الوطنی کی پہچان سے مٹتیں دور ہو سکتی ہیں۔ جب راقم نے مسٹر اینڈریوز سے پوچھا کہ آیا ہم ہندوستانی مسیحی ان ستم دیدہ کی مدد کر سکتے ہیں تو آپ نے معمولی ملائمت کے ساتھ فرمایا کہ جس قدر خدمت کے موقع مسیحیوں کو یوگنڈا۔ افریقہ میں حاصل ہو سکتے ہیں کوئی دوسرا نہیں پا سکتا۔ وہ لوگ دعائیں کرتے ہیں کہ ہندوستانی مسیحی ہمارے پاس آئیں اور ہمارے تعلیمی اور کلیسیائی کاروبار کی نگران کریں۔ وہاں اشخاص کی زر سے مدد کرنے کو بھی تیار ہیں جو اس کام کے لئے وہاں جائیں۔ اور یہ نہ صرف افریقہ میں ہے۔ بلکہ فجی میں بھی۔ راقم نے فجی کے چند مسیحی طلبا سے جو یہاں زراعتی تعلیم کے لئے آئے ہوئے ہیں وہاں کے حالات دریافت کئے تو انہوں نے بڑی خواہش ظاہر کی کہ ہندوستانی مسیحی جو تعلیم یافتہ اور تجربہ کار ہوں اگر چاہیں تو ہماری تمدنی۔ اقتصادی و تعلیمی حالت بہتر بنا سکتے ہیں۔

یہ نہایت دلشکنی کا باعث ہے کہ ہم اپنی مجلسوں میں ریزولیوشن تو پاس کرتے ہیں کہ ملکی تحریکوں میں حصہ لیں۔ اور قومی زندگی کا جزو بنیں۔ مگر جس سرعت سے اور جس پیمانہ پر اس پر عمل کیا جاتا ہے وہ پوشیدہ نہیں ہم سمجھتے ہیں کہ زیادہ بولنے سے ہماری سُنی جائیگی۔ بارہا اپنے مذہبی جلسوں میں تجویزیں پیش ہو چکی ہیں کہ اپنے ہمسایہ ملکوں میں دیسی مشنری بھیجے جائیں۔ مگر مشنری کہاں اور اُن کو بھیجنے والے کہاں۔ ہم لفظوں میں سچے ارادوں کے کچے اور دروغ گوئی میں پکے ہو گئے ہیں۔ خیر ذمہ داری تو جانتے ہیں۔ اگرچہ اُس کو اٹھانے سے قاصر ہیں تسلیم تو کرتے ہیں کہ یہ ہمارا ہی کام ہے۔ پس لازمی سوال ہے کہ یہ کام کب ہوگا اور کیونکر ہوگا!

میں ان سوالوں کا جواب دینے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ یہ کلیسیا کے بزرگ ممبروں کا کام ہوگا۔ مگر

ہاں چند ایسے امور درج کرنا چاہتا ہوں جو میری دانست میں ان بزرگوں اور مدبروں کے لئے سامان تجویز ہو سکتے ہیں۔ شاید ہمارے بزرگوں پر کافی زور سے یہ بات روشن نہیں ہوئی کہ موجودہ قومی تحریکوں نے مسیحی طلبا کو بھی بیدار کر دیا ہے۔ وہ ملک کی ضرورتیں جانتے ہیں اور خدمت کے لئے کمربستہ ہیں۔ شاید یہ جوش اور لہر ہے۔ اگر اس کا ٹھیک وقت پر مناسب طور پر استعمال کیا جائے تو قوم کی کشتی پار لگانے میں مدد دیگی۔ ورنہ بھنور اور گرداب ہو کر سب ولولے ضائع ہو جائینگے۔ بلکہ نقصان برپا کریگا۔ اگر انگلستان اور امریکہ کی طرح ایک ایسا محکمہ قائم کر دیا جاوے جہاں طالب علموں کو مشنری بنا کر بھی۔ افریقہ و دوسرے ملکوں میں بھیجیں تو بہت سے ایثار پسند والنیٹرز مجادینگے۔ شاید یہ گاڑی کو گھوڑے کے آگے لگانے کی تجویز ہے۔ کیونکہ فیلڈ بھی ہے اور مشنری بھی مل گئے۔ مگر روپیہ کہاں؟ میرے خیال میں یہ سوال بھی حل ہو سکتا ہے۔ جب تک ہم خود آزاد کلیسیائیں نہ ہوں۔ تب تک یہ کام دوامی اور وسیع پیمانہ پر نہیں ہو سکتا۔ مگر چونکہ ابھی تک ہم اس سے محروم رکھے گئے ہیں۔ ہم نیشنل مشنری سوسائٹی کو اس کام کے لئے تیار کر سکتے ہیں۔ اگر اس انجمن کی کثیر زر سے مدد ہوگی تو یقیناً یہ کام جلدی نمایاں ہوگا۔

یہ ایک تجویز ہے۔ کسی کا ایما یا اشارہ نہیں۔ نہ ہی مشن کے ملازموں کو ورغلانہ مدعا ہے۔ میری دانست میں یہ مسیح کے حکم کی متابعت ہے۔ قومی خدمت اور ملکی عظمت کا ایک ذریعہ ہے اور مجھے وثوق ہے کہ مسیحی جماعت یہ کر سکتی ہے۔

جلال الدین۔ الہ آباد۔

بے خبری کا عالم

کسی گزشتہ پرچہ میں اخبار بندے ماترم لکھتا ہے کہ لاہور میں مسیحیوں کی کونفرنس ہوئی اور کانوں کان کسی کو خبر نہ ہوئی۔ حیرت ہے کہ کیسے خبر نہ ہوئی۔ پچاس موٹروں اور ٹمٹموں کا ایک بڑا بھاری پروسشن ریلوے اسٹیشن سے نکلکر فیروزپور روڈ مزنگ وارث روڈ سے ہوتا ہوا مشن کالج میں پہنچا۔ سڑکیں سجائی گئیں۔ جھنڈیاں لگائی گئیں۔ نعرے اٹھائے گئے۔ نہ معلوم بندے ماترم کا دفتر کس کونے میں تھا کہ اس کو خبر تک نہ ہوئی۔ انارکلی بازار میں عام خبر ایٹ ہوم کے موقعہ پر گورنر صاحب معہ لیڈی مکلیگن لارڈ بشپ مکتی فوج کا شاٹ اور دیگر سینکڑوں مسیحی اور بعض ممبران لیجسلیٹو کونسل موجود۔ یہ معاملہ خاموشی سے کسی کونے میں نہیں ہوا۔ جو آپ ایسے بے خبر ہے یوں تو میں لاہور جا کر حیران ہوتا ہوں۔ بندے ماترم میں روزانہ خبریں مار دھاڑ رضا کاروں کے جلوسے دیکھتا ہوں کئی بار ان دنوں لاہور گیا ہوں۔ شہر میں تمام بازار اور میں انارکلی پھرا ہوں نہ مجھے کہیں رضا کار نظر آئے۔ نہ پولیس کے مظاہرے۔ اسی طرح ممکن ہے کہ آپ کو بھی خبر نہ لگی ہوگی۔ دوسرے ہی دن سول اور ٹریبیون میں تقریریں شائع ہونی شروع ہو گئی تھیں۔

بندے ماترم شکایت کرتا ہے کہ ایک فرقہ وری رزولیوشن مسیحی کونفرنس میں پاس نہ ہوا۔ کھان پان کی بابت کہ جن سے ہندو مسلمان نفرت کرتے ہیں مسیحی ایسی خوراک سے پرہیز کریں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ پنجاب کے مسیحیوں نے اسکو قبول کیا اور کثرت رائے سے اس کو پاس کر لیا۔ البتہ یوپی کے مسیحی مخالف تھے۔ ان کے دلائل بھی معقول تھے۔ مگر پنجابی مسیحیوں نے جو زیادہ صلح کل ہیں ان دلائل کی پرواہ نہ کرتے ہوئے برادران وطن کی خاطر اپنے جائز حقوق سے دست برداری کی اور یہ مسٹر کے۔ ایل رلیارام کی کوشش کا نتیجہ تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ مسیحی اب جاگ رہے ہیں اور ہر ایک بات پر غور کر رہے ہیں اور اپنے برادران وطن کے پہلو بہ پہلو راست راہ کو نہیں چھوڑتے مگر مذہبی اصول اٹل رکھتے ہیں۔

واعظ

مینڈک اور بیل

ایک دفعہ کسی بیل کا ایک دلدل چراگاہ میں چرتے ہوئے مینڈکوں کے چھوٹے چھوٹے بچوں کے ڈھیر پر پاؤں پڑ گیا جس سے ایک بچہ کے سوا سب کے سب دب کر مر گئے۔ جو بچہ زندہ رہ گیا تھا وہ دوڑ کر یہ خوفناک خبر اپنی ماں کے پاس لے گیا اور کہنے لگا اماں ایک ایسا بڑا جانور چار پیروں والا آج آیا کہ جس کے ایک پاؤں کے نیچے دب کر میرے سب بھائی کچلا کر مر گئے۔ مینڈکی نے یہ سنکر تعجب سے جواب دیا کہ ایسا بڑا جانور کیا ہوگا اور ساتھ ہی اپنا منہ اور پیٹ پھلا کر کہا کیا وہ جانور اتنا بڑا تھا؟ بچے نے جواب دیا کہ نہیں ماں وہ تو بہت ہی بڑا تھا۔ اس پر مینڈکی نے اور بھی پیٹ پھلا کر پھر پوچھا کہ کیا وہ اتنا بڑا تھا جس پر بچہ نے کہا کہ نہیں ماں اگر تم پیٹ پھلاتے پھلاتے پھٹ جاؤ تب بھی اس سے آدھی اونچائی تک نہیں پہنچ سکتی اس پر مینڈکی نے غصہ میں آکر اور بھی زور سے پیٹ پھلایا اور واقعی پیٹ پھٹ جانے سے مر گئی۔

نتیجہ جو آدمی دراصل کم طاقت والے ہوں اور مغرور ہیں اگر واقعی بڑے آدمی کا مقابلہ کرنے کی کوشش کریں انکا انجام یہی ہوا کرتا ہے اور غریب آدمی اگر بڑے بڑے دولتمند کی نقل کر کے اندھا دھند خرچ کرنے لگیں تو انکا بھی دیوالہ نکلنا ضروری بات ہے۔ راقم چارلس مسیح معرفت نیگن صاحب

امرت سر چھاؤنی۔

امیریکن پروفیسر سی۔ ایچ۔ وان ٹائن جو حال میں چند معلومات کے لئے ہندوستان میں وارد ہوئے ہیں ان کی اطلاع کے لئے نوٹس ہے کہ اگر وہ اس آشرم میں آویں تو اُن کے اغراض و مقاصد میں یہ آشرم نمایاں مدد دیگا۔

روپ رام مسیحی سادھو منیجر آشرم

مسیح آشرم گڑھی بونی ضلع گوڑگانواں

جلسہ کھتولی

ضلع مظفرنگر میں ایک قصبہ کھتولی ہے اور ساس موومینٹ کا زور ادھر ہی زیادہ ہے۔ سال گذشتہ میں بھی جلسہ ہیں ہوا تھا۔ مگر بندے کو جانے کا اتفاق بسبب زیادہ دور ہونے کے نہیں ہوا۔ کیونکہ پلڑی سے جہاں بندہ مقیم ہے بیل گاڑی کے راستہ کھتولی ۱۶ میل کے فاصلہ پر ہے۔ تس پر بھی بندے کی غرض تھی کہ اس خوشی سے بندے کو محروم نہ رکھا جائے۔ اب کی دفعہ عید تولد سے پیشتر خبر ملی کہ کھتولی کے جلسہ میں پلڑی کے بھائیوں کا بھی انتظام ہے۔ یہ سنکر دل خوش ہوا اور تیاری کے ساتھ وقت مقررہ پر معہ اپنی پارٹی کے روانہ ہوئے۔

یہ جلسہ قصبہ مذکور کے ایک باغ میں بتاریخ ۲۹ دسمبر سنہ ۱۹۲۱ء کو بعد دوپہر کے منعقد ہوا۔ بندہ اپنی پارٹی کے ہمراہ ½ ۱۱ بجے پہنچا۔ ادھر ریلگاڑی آگئی جس سے دو بھائی ہن جو میرٹھ سے تشریف لاکر باغ کی طرف روانہ ہوئے۔ اُن کے پاس پہنچکر ہماری پارٹی میں سے فوراً ایک نے زبردست پٹاخہ چھوڑا۔ پاس ہی باغ تھا۔ آہا! وہاں تو عجب بہار تھی۔ پہلے جو باغ دو راستوں کے درمیان ماتمی لباس میں ملبوس ہوا رہتا تھا۔ آج تمام باغ اُس کو حسرت کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے۔ انسان تو کیا باغ خود باغ باغ تھا اور کہتا تھا کہ کیا کروں قدرت نے موسم کی قید لگا رکھی ہے مجبور ہوں ورنہ آج ہی اپنا شیریں پھل مسیح کے شاگردوں کے لئے اگل دیتا ہیں امید کرتا ہوں کہ اس انجیر کی مانند نہ ہونگا جو خداوند مسیح کے سامنے بھوک کی حالت میں بے پھل نکلا تھا۔ مجھ پر خدا کا رحم ہے کہ اس کے بندگان یہاں سکونت پذیر ہیں۔ کہیں چھولداریاں اور ڈیرے لگے ہوئے ہیں کہیں گاڑیاں کھڑی ہیں۔ ایک جگہ دیکم بھی لگا ہوا ہے۔ دوسری جگہ ٹی پارٹی کا انتظام ہو رہا ہے ایک طرف بندے کی پارٹی بار بار پٹاخے چھوڑتی چلی آتی ہے اور صلیبی جھنڈا اڑاتی آ رہی ہے دوسری طرف لوگوں کے آمد کی دھوم ہے عجب سماں ہے یہ لو دو موٹریں آگئیں۔ ان میں وہ معزز صاحبان ہیں جو انگلینڈ سے ہندوستان کا کام جانچنے کو رونق افروز ہوئے ہیں۔ اب تو باغ بھر گیا اور یسوع مسیح کی جے کے نعرے بلند کرنے سے اُن کا خیر مقدم کیا گیا۔ جلسے کے احاطہ میں گاؤں گاؤں کی پارٹی الگ الگ جھائی گئیں طرح طرح کے رنگوں سے ایک عجیب سماں بندھ گیا۔

بندے کی بھجن پارٹی خدا کی مہربانی سے اچھی بنی ہوئی تھی۔ بندے نے ہارمونیم پر ہاتھ پھیرا اور باقی کھڑتال خنجری والے بھی پھڑک اُٹھے اور گانا شروع کیا تب تو سبھوں کی نظریں ہماری طرف ہوگئیں اور بندے کی پارٹی نے دل کھول کر دیسی راگوں میں خدا کی حمد کی۔ اس حالت میں جلسہ کا وقت آگیا۔ ایک دیسی بھجن کے ساتھ جلسہ شروع ہوا اور دعا بھی ہوئی۔ بعدہٗ پادری پرفیوی صاحب بہادر نے دو ٹوک اور دل تڑپا دینے والی باتیں کیں جو انہے ولایت سے واپس آنے اور خداوند کی پیدایش پر تھیں۔ حاضرین نہایت خوش تھے اور پھر پادری پریم سی چٹرجی صاحب نے متی کی انجیل سے خداوند کی پیدایش کا درس پڑھا۔ اور دلچسپ مختصر نصیحت کی اور دعا کی گئی۔ اس کے بعد گاؤں کے مسیحی بھائیوں نے مونگ پھلی بتاشے وغیرہ تقسیم کئے گئے۔ بعد ازیں پکار کر کہا گیا کہ اب بھجن پارٹی ہوگی۔ اور پہلے پلڑی کے بھائی ایک بھجن گائینگے بعدہٗ جن کو کہا جائے اور اس میں ہارجیت ہے۔ بندے نے فوراً اپنی پارٹی والوں کو معہ صلیبی جھنڈے کے سجا کر اور لائن باندھکر کھڑا کر دیا اور جو بندے نے خود جلسے کے واسطے بھجن تصنیف کیا تھا گایا۔ بعد میں اور بھجن گاؤں والوں نے گائے۔ اس کے بعد جلسہ ختم ہوگیا اور خدا کی مہربانی سے بندے کی پارٹی گانے میں اوّل رہی۔ دوم انتی گاؤں کی پارٹی جو کھتولی کے نزدیک ہے جس میں بندے نے کام شروع کیا تھا دوسرے نمبر پر آئی۔ دونوں پارٹیوں کو دوسرا دوسرا انعام ملا اُس کے ساتھ ایک ہندوستانی صاحب نے پانچ روپیہ بندے کی پارٹی کو اور انعام دیئے جس کے لئے ہماری پارٹی اور بھی خوش ہوئی اور اُس کی ہمت بڑھ گئی جب ہم جلسے کے بعد اپنے اپنے گاؤں کو واپس ہوئے تو دیہاتی مسیحیوں میں گانے اور خدا کی حمد کرنے کا از حد اشتیاق بڑھ گیا۔ نوجوان خوشی سے خدا کی حمد و ستائش کے گیت سیکھتے اور گاتے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ آنے والے جلسہ تک پلڑی گاؤں کے مسیحی ضلع مظفرنگر میں اوّل نکلینگے خدا ایسا ہی کرے۔

راقم۔ خاکسار۔ جوزف سی۔ داس۔ ساجد
حال مقیم پلڑی ضلع مظفرنگر۔

یہ بھی کوئی مشکل کام ہے؟

سنہ ۱۴۹۲ء کا ذکر ہے۔ ان ایام میں دنیا کا امور اور بے نظیر جہازراں کولمبس نئی دنیا کا پتہ لگا کر آیا تھا اہل ہسپانیہ نے بڑے جوش و خروش سے خیر مقدم کیا اور بڑی بھاری ضیافت دی گئی۔ جب تمام ہسپانیہ کے بڑے بڑے مدبر وعلما جمع ہوئے تو ایک پادری جو کہ اُن کے خفیہ رازوں سے واقف تھا اُٹھ کر کولمبس کی نہایت زور سے تعریفیں کرنے لگا۔ ایک حاسد سے نہ رہا گیا اُٹھ کر کہا اگر کولمبس نئی ولایت دریافت نہ کرتا تو اور بھی کوئی نہ کر سکتا تھا۔

"بھلا یہ بھی کوئی مشکل کام ہے؟"

کولمبس نے فی الفور ایک انڈا ایکران سے مخاطب ہو کر کہا تم میں سے جس کو لیاقت ہو یہ انڈا میز پر کھڑا کردو۔ بس میں تسلیم کرونگا کہ تم واقعی مجھ سے دانا

اور بہادر ہو۔

تمام مخالفین ہکا بکا رہ گئے۔ دیر تک سناٹا رہا مگر کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ شرط پوری کرے۔

آخر کولمبس نے جھٹ ایک طرف سے انڈا پھوڑ کر ٹوٹی طرف سے میز پر کھڑا کر دیا۔ وہی حاسد بولا "اس طرح ہم نہ کر سکتے تھے"۔

کولمبس نے پھر کہا تم میں سے جس کو لیاقت کا گھمنڈ ہو تو کسی اور طرح سے کھڑا کر کے دکھائے پھر کچھ دیر گزر گئی مگر کسی سے یہ عقدہ حل نہ ہوا کولمبس نے اپنی انگلی سے انگوٹھی اتار کر میز پر رکھ دی اور اس پر انڈا جما دیا اس پر پھر لوگوں نے کہا کہ

"یہ بھی بھلا کوئی مشکل کام تھا"

قریباً ڈیڑھ سو سال کا ذکر ہے۔ برہما کے راجہ کا اکلوتا بیٹا سخت بیمار ہوا۔ جب تمام اطبا جواب دے چکے۔ راجہ نے بدھ کے مندر میں جا کر التجا کی کہ اگر میرا بیٹا بچ جائے تو میں ہاتھی کے برابر روپیہ تول کر تیرے نام پر صدقہ دونگا۔ آخر دعا قبول ہوئی اور چند یوم کے اندر ہی راجہ کا بیٹا شفایاب ہو گیا۔ جس دن اسے غسل صحت کرایا گیا تمام وزیر حکیم اور راجہ سوچنے لگے کہ اب ہاتھی کو کس طرح سے وزن کر کے روپیہ تولیں۔

وہاں راہ ہی راہ ایک نوجوان جا رہا تھا اس نے یہ حال معلوم کر کے فوراً راجہ کے پاس جا کر عرض کی راجہ نے فرمایا کیا تمہارے پاس اس قدر طاقت کی ترازو ہے جس پر ہاتھی تولا جائیگا۔ اس نے بدست ادب عرض کی بے شک ویسی ترازو میرے پاس ہے۔ راجہ نے کہا اچھا ہم ہاتھی ہی کے برابر وزن کا تم کو بھی روپیہ دینگے۔

تمام اہالیان دربار تماش بین اور راجہ صاحب ہاتھی کو لیکر اس آدمی کے ساتھ روانہ ہوئے۔ وہ ایک ملاح تھا اس نے آتے ہی ہاتھی کو ایک بڑی ناؤ پر سوار کیا۔ جب اس میں ہاتھی بہ تن کھڑا ہو گیا تو جس جس مقام پر ناؤ پانی میں ڈوبی تھی اس نے مضبوط نشان کر دیئے اور ہاتھی کو اتار دیا۔ پھر وہ ناؤ پہلے ہلکا ہو کر تیرنے لگی اور تب بادشاہ کے نوکر دھڑا دھڑ روپیہ بھرنے لگے جب تک اسی نشان تک ناؤ ڈوب گئی۔ ملاح نے کہا بس حضور ہاتھی کے وزن کا روپیہ اب برابر ہے۔ ملاح کو حسب وعدہ انعام ملا۔ مگر ہر ایک نے وہی کہا۔

"بھلا یہ بھی کوئی مشکل بات تھی"۔

میرے دوستو آپ نے بھی بچپن میں اپنی بڑھی دادی سے پہیلیاں سنی ہونگی۔ سب کے سب بچے جب اپنی دادی صاحبہ سے نئی بجھارت کے لئے اصرار کرتے ہیں تو وہ کہتی ہیں

گرمی میں وہ پیدا ہوئے۔ دھوپ لگی مر جائے
اے سکھی میں سے پوچھوں پون لگی مر جائے

تمام برخوردار عقل و فکر کے گھوڑے دوڑاتے ہیں۔ آخر ہر ایک جواب دینے سے عاجز آجاتا ہے۔ مگر جب دادی سے سنتے ہیں کہ یہ تو پسینہ ہے۔ پھر تو فوراً ہی ہر ایک کہنے لگتا ہے۔

"واہ! یہ بھی کوئی مشکل بات تھی"۔

ایک جہاندیدہ بزرگ کہتا ہے کہ غالباً ۱۸۶۲ء کا ذکر ہے کہ طفولیت کا عالم تھا ہر ایک شخص کو نئے نئے شعبدے سیکھنے کا شوق تھا۔ اس نے پڑھا ہوا تھا کہ کاغذ میں بھی گھی ڈال کر پکوڑے تل سکتے ہیں۔

ایک دن اتوار تھا ہم پندرہ بیس لڑکے یکجا بیٹھے اپنے اپنے جوہر بیان کر رہے تھے۔ میں نے سب سے کہا کہ میں جادو کے زور سے تم کو کاغذ میں پکوڑے تل کے کھلاتا ہوں۔ سب نے حیران ہو کر شوق ظاہر کیا۔ میرے کہنے کے مطابق سب نے مل کر کسی نے کوئلے سلگائے کوئی پانی اور کوئی گھی بیسن نمک مرچ لایا۔ میں نے اندر بیٹھ کر ایک باریک کاغذ لیا اور نصف گز کے برابر دو سرکنڈے لیکر ان میں شگاف دیا اور پن لگا کر کاغذ کی کڑاہی بنائی۔ استادی یہ تھی کہ آگ کوئلے کی اسقدر ہو جس کا شعلہ نہ بھڑکتا ہو اور کاغذ اس قدر اونچا رہے کہ انگارہ نہ چھوئے چنانچہ پندرہ بیس منٹ میں پاؤ سوا پاؤ پکوڑے تیار کر لئے۔ اس وقت تو سب کو اچنبھا ہوا مگر جب میں نے راز بتایا تو ہر ایک نے کہا۔

"بھلا یہ بھی کوئی مشکل بات تھی"۔

جلسہ پر دس ہزار انڈوں کا خرچ

ایڈیٹر الحکم مطبوعہ قادیان، دسمبر ۱۹۲۱ء کے پرچہ میں سرخی مذکورہ کے تحریر کرتا ہے کہ ایک سرسری دریافت سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ پچھلے جلسہ پر صرف ایک دوکان سے دس ہزار انڈوں کی فروخت ہوئی۔ کیا میں اپنے معزز بھائیوں کی خدمت میں عرض کر سکتا ہوں کہ یہ کوئی ضروریات زندگی میں سے نہیں۔ اگر اس قحط گرانی کے زمانہ میں جبکہ خشک روٹی کا مل جانا بھی غنیمت ہے۔ اگر یہی خرچ مساکین فنڈ میں دیدیا جائے تو سال بھر ان بے کسوں کی دعاؤں سے آپ مستفید ہو سکینگے۔ بیشک اس سے چند ایک احمدی دوکانداروں کو بھی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ مگر جو صورت میں پیش کرتا ہوں اس سے مسکینوں کا بھلا ہوگا۔ پس میں بہت ممنون ہونگا اگر میری اس عرضداشت پر توجہ کر کے اس دفعہ انڈوں کا استعمال قطعی طور پر چھوڑ دیا جائیگا کیونکہ انڈے ایسی چیزوں کی باہر سال بھر آپ کے لئے بہت سے موقع ہیں۔ یہ چند ایام جسمانی مجاہدے میں گذار دیجئے۔

گورنمنٹ پنجاب نے لالہ لاجپت رائے و دیگر لیڈروں کی ایک ایک سال کی قید سخت زیر دفعہ ۱۷ اخبارات منسوخ کر دی ہے صرف قید محض رہ گئی۔

پادری ڈبلیو جے کلارک صاحب ایم۔ اے منیجر نور افشاں نکلسن روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پروپرائٹر چھپا۔